شیخ الاسلام، مولانا محمد انوارُاللہ، حیدرآبادی

یٰسٓ اختر مصباحی
دارُالقلم، دہلی

شیخُ الاسلام، مولانا حافظ محمد انوارُاللہ، فاروقی، حیدرآبادی (ولادت ۴؍ربیعُ الآخر ۱۲۶۴ھ۔ بہ مقام قندھار ضلع ناندیڑ۔ موجودہ صوبہ مہاراشٹر۔ وصال ۲۹؍جمادیٰ الاولیٰ ۱۳۳۶ھ؍۱۹۱۸ء۔ مدفون جامعہ نظامیہ۔ حیدرآباد، دَکن۔ موجودہ صوبہ آندھرا پردیش)

جنوبی ہند کے بلند پایہ عالمِ دین وشیخِ طریقت تھے۔

آپ کی دینی وعلمی شخصیت، ریاستِ حیدرآباد، دَکن میں مرجع ومآب کی حیثیت رکھتی تھی۔

شیخُ الاسلام، حضرت مولانا فاروقی کے جَدِّ اعلیٰ، شہاب الدین علی، مُلقَّب، بہ فرُّخ شاہ کابلی کی ذُرِّیّت واَحفاد میں حضرت فریدالدین مسعود، گنج شکر اور مجدّدِ اَلفِ ثانی، شیخ احمد، فاروقی، سرہندی، جیسی عظیم شخصیتیں ہیں۔

آپ کے والدِ ماجد، قاضی ابومحمد شجاعُ الدین، فاروقی (ولادت ۱۲۲۵ھ۔ وصال ۱۲۸۸ھ) سراجُ الہند، شاہ عبدالعزیز، محدِّث دہلوی (وصال ۱۲۳۹ھ) کے پوتا شاگرد تھے۔

حضرت شاہ محمد رفیع الدین، فاروقی، قندھاری (وصال ۱۲۴۱ھ) سے سلسلۂ قادریہ ونقشبندیہ اور حضرت حافظ سید محمد علی، چشتی، خیرآبادی (ولادت ۱۱۹۲ھ۔ وصال ذوالقعدہ ۱۲۶۶ھ) خلیفۂ حضرت شاہ محمد سلیمان، چشتی، تونسوی (وصال صفر ۱۲۶۷ھ؍دسمبر ۱۸۵۰ء) سے **سلسلۂ چشتیہ میں آپ، بیعت واجازت وخلافت رکھتے تھے۔**

مولانا انوارُاللہ، فاروقی، حیدرآبادی کی ابتدائی تعلیم وتربیت آپ کے والدِ ماجد، قاضی شجاع الدین، فاروقی کے زیرِ تربیت ہوئی۔

گیارہ سال کی عمر میں، حفظِ قرآن، مکمل کیا۔

پھر، تفسیر وحدیث، شیخ عبداللہ، یمنی (نزیل حیدرآباد) سے پڑھ کر، ان کی سند پائی۔

فقہ ومعقول کی تعلیم، حیدرآباد ہی میں، مولانا عبدالحلیم، فرنگی محلی (ولادت شعبان ۱۲۳۹ھ۔ لکھنؤ۔ وصال ۱۲۸۵ھ۔ مدفون متصل مزارِ حضرت شاہ یوسف، قادری، حیدرآبادی) اور آپ کے صاحبزادے، مولانا عبدالحیٔ، فرنگی محلی (ولادت ۱۲۶۵ھ۔ وصال ۱۳۰۴ھ) سے حاصل کی۔

فقہ کی بعض کتابیں، مولانا فیاض الدین، اَورنگ آبادی سے بھی پڑھیں۔

حضرت مولانا فاروقی نے ایک طویل مدت تک مولانا عبدالحیٔ، فرنگی محلی سے علوم وفنون کی تحصیل واِستفادہ کا سلسلہ، جاری رکھا۔

اِسی لئے حضرت مولانا فاروقی کا، مولانا عبدالحیٔ، فرنگی محلی کے ممتاز تلامذہ میں شمار ہوتا ہے۔

تحصیل وتکمیلِ علومِ دینیہ کے بعد، شیخ الاسلام، مولانا انوارُاللہ، فاروقی، حیدرآبادی کی زندگی درس وتدریس، وتصنیف وتالیف اور ارشاد وہدایت میں گذری۔

آپ کی درس گاہ سے فیض یافتہ سیکڑوں باصلاحیت عُلما، تفسیر وحدیث وفقہ میں ممتاز اہلِ علم وفضل ہوئے، جنھوں نے جنوبی ہند کے مختلف علاقوں میں نمایاں دینی وعلمی خدمات، انجام دیں۔

آپ کے تلامذہ میں آصفِ سادس، نواب میر محبوب علی خاں اور آصفِ سابع، نواب میر عثمان علی خاں بھی، شامل ہیں۔

حضرت مولانا فاروقی، حج وزیارتِ حرمین شریفین کی سعادت سے ۱۲۹۴ھ و ۱۳۰۱ھ اور ۱۳۰۵ھ میں، بہرہ وَر ہوئے۔ آخری سفرِ حج وزیارت کے موقع پر، مدینہ منورہ میں طویل مدت تک آپ نے قیام کیا۔ اِس مبارک قیام کے دَوران آپ نے مکتبہ شیخ الاسلام، عارف حکمت **اور مکتبہ محمودیہ، مدینہ منورہ سے کافی اِستفادہ کیا اور، زرِکثیر، صَرف کر کے متعدد نادر کتابیں، نقل کرا کے، اپنے ساتھ، حیدرآباد دَکن لائے۔**

مدینہ منورہ ہی میں آپ نے اپنی مشہور کتاب ''انوارِ احمدی'' تالیف فرمائی جو، آپ کے جذباتِ محبت وعشقِ رسول عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّناء سے لبریز ایک روح پرور کتاب ہے۔ اور اس پر، آپ کے شیخِ طریقت حاجی امدادُاللہ، چشتی، صابری، مہاجرِ مکی (وصال ۱۳۱۷ھ؍۱۸۹۹ء) کی تقریظ بھی ہے۔

آپ، جو، نادر کتابیں، نقل فرما کر، ہندوستان لائے، اُن کے نام، یہ ہیں:

(۱) ''کنزالعُمَّال فِی سُنَنِ الْاَقْوال وَالْاَفعال'' لِلشَّیخ عَلِی الْمُتَّقی (۲) جامعُ مَسَانِیدِالْاِمَام ابی حنیفة النُّعمان (۳) اَلْجَوھَرُ النَّقی عَلٰی سُنَنِ الْبَیھقی۔

ان قیمتی نوادِر کی طباعت واشاعت کے لئے آپ نے حیدرآباد، دَکن میں

''دَائِرَۃُالْمَعَارِفِ النِّظامیة (معروف، بہ دَائِرَۃُ الْمَعَارِفِ الْعُثْمَانیة) قائم، فرمایا۔
اور بڑے اِہتمام کے ساتھ، ان کی طباعت واِشاعت، اسی دَائِرَۃُ الْمَعارِف سے ہوئی۔
دَائِرَۃُ الْمَعارِف کا قیام، آپ کی تحریک سے ہوا، جسے مولانا محمد عبدالقیوم اور عمادُ الملک کی تائید، حاصل تھی۔ **اِس کی جانب سے اب تک کئی سو، نادِر**
اور اہم کتب و رسائل کی طباعت واِشاعت ہوچکی ہے۔

عوام کے اندر، ذوقِ مطالعہ پیدا کرنے اور انھیں، صحیح اسلامی معلومات، فراہم کرنے کے لئے ۱۳۰۸ھ میں، مولانا فاروقی نے ہر دو مذکور حضرات کی تائید کے ساتھ ''کتب خانہ آصفیہ'' قائم کرنے کی تحریک کی، جو، کامیابی سے ہم کنار ہوئی، اور اس کتب خانہ کا فیض، اب تک، جاری ہے۔

اس سے بہت پہلے ۱۲۹۲ھ میں، شیخ الاسلام، مولانا فاروقی نے حیدرآباد میں ایک بڑا دارُالعلوم، قائم کیا تھا، جو، آج تک ''جامعہ نظامیہ'' کے نام سے درس وتدریس کے فرائض، انجام دے رہا ہے۔ ۱۲۹۲ھ سے ۱۳۳۶ھ تک، اِس جامعہ میں حضرت مولانا فاروقی بڑے قلبی اِنہماک و دلچسپی کے ساتھ، طلبہ کی تعلیم وتربیت میں مصروف رہے۔

جامعہ نظامیہ کے اِس وقت، متعدد شعبے ہیں۔ اِس کا کتب خانہ، مخطوطات ونوادر کا مخزن ہے۔
آپ کی قائم کردہ ''مجلسِ اِشاعتُ العلوم'' (در جامعہ نظامیہ) سے
تقریباً، سو (۱۰۰) کتب ورسائل کی طباعت واِشاعت ہوچکی ہے۔
جن میں، آپ کی تصنیف کردہ، مندرجہ ذیل کتابیں بھی، شامل ہیں:
(۱) اَنوارِاحمدی (۲) مقاصِدُ الاسلام۔ گیارہ حصے (۳) حقیقۃُ الفقہ۔ اول دوم
(۴) کتابُ العقل (۵) اِفادۃُ الافہام۔ اول دوم (۶) انوارُالحق۔
علمِ حدیث کے موضوع پر آپ کی ایک اہم کتاب
''اَلْکَلامُ الْمَرْفُوع فِی مایَتَعلَّق بِالْحَدیثِ الْمَوْضُوع'' (مطبوعہ)
اور محفلِ میلاد مع قیام کے جواز واِستحباب پر، ایک عالمانہ وعارِفانہ کتاب
بُشریٰ الْکِرَام فِی عَمَلِ الْمَولِدِ وَالْقِیام (مطبوعہ) ہے۔

''انوارِاحمدی'' مؤلّفہ: شیخ الاسلام، مولانا انوارُ اللہ، فاروقی، حیدرآبادی پر اپنے تأثرات وخیالات کا اظہار کرتے ہوئے آپ کے پیر ومُرشد، حاجی اِمدادُ اللہ چشتی، صابری، مہاجر مکی (متوفی ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء) تحریر فرماتے ہیں:

''اِن دِنوں، ایک عجیب وغریب کتابِ لاجواب، مسمّٰی بہ **''انوارِ احمدی''**
مصنّفہ، حضرت علاّمۂ زماں وفریدِ دَوراں، عالمِ باعمل وفاضلِ بے بدل، جامعِ علوم ظاہری وباطنی، عارف باللہ، مولوی محمد انوارُاللہ، حنفی، چشتی، سَلَّمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی، فقیر کی نظر سے گذری۔
اور، بہ لسانِ حق ترجمانِ مصنّفِ علاّمہ، اول سے آخر تک سنی
تو، اِس کتاب کے ہر ہر مسئلے کی تحقیقِ محققانہ میں، تائیدِ ربّانی پائی گئی کہ:
اس کا ایک ایک جُملہ اور فقرہ، اِمداد، مذہب اور مشربِ اہلِ حق کی، کر رہا ہے
اور حق کی طرف بلاتا ہے۔
اللہ تعالیٰ، اس کے مصنّف کے علم اور عمل اور عمر میں برکت دے۔
اور نعماءِ عرفانی اور دولت وقربتِ رَبّانی سے مشرّف فرما کر، مَراتبِ عُلیا کو پہنچاوے۔
اور اس کتاب کو مقبول کرے، تاکہ طالبانِ حق، اس سے مستفید ہوتے رہیں۔
آمِین۔ یَارَبَّ الْعَالَمِین۔ صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمولانا محمدٍ وَآلِہٖ وَاَصحابِہٖ اَجمعین۔

کاتبُ الحروف — فقیر، امدادُ اللہ، عفَااللّٰہُ عَنْہُ — (مہر)

(انوارِاحمدی۔ بارِ پنجم۔ مجلسِ اشاعت العلوم۔ جامعہ نظامیہ۔ حیدرآباد۔ اگست ۲۰۰۲ء)

حضرت علاّمہ ارشدالقادری (متوفی ۲۰۰۲ء) نے، اِس ''انوارِاحمدی'' کی تلخیص وتسہیل کر کے، اسے، مکتبہ جام نور، مٹیا محل، دہلی سے شائع کرایا۔
اور شیخُ الاسلام کے علم وفضل اور آپ کے اسلوبِ تحریر کو، اِس طرح، خراجِ تحسین، پیش کیا:
''انوارِ احمدی'' کا مطالعہ کر کے، مَیں، حضرت فاضل مصنّف کے تبحرِ علمی، وُسعتِ مطالعہ ذہنی اِستحضار، قوتِ تحقیق، ذہانت ونکتہ رسی، اور بالخصوص آپ کے جذبۂ حُبِّ رسول اور حمایتِ مذہبِ اہلِ سُنّت کی قابلِ قدر خصوصیات سے، بہت زیادہ، متأثر ہوا۔
جی چاہتا ہے کہ نوکِ قلم کو آنکھوں سے لگالیں، ہونٹوں سے چُومیں، دل میں اُتارلیں۔
حضرت مصنّف کے قلم کی، روَانی، چشمۂ کوثر کی لہراتی ہوئی موج، بن گئی ہے۔
علم وحکمت، عشق وعرفان کے ایسے قیمتی جواہر، بکھرے ہیں کہ:
ان کی جگمگاہٹ سے آنکھیں، خیرہ ہونے لگتی ہیں۔'' الخ

(درآغازِ ''انوارِ احمدی''، تلخیص وتسہیل بقلم علاّمہ ارشدالقادری۔ مکتبہ جام نور، دہلی۔ ۱۹۸۹ء)

حضرت مولانا محمود احمد، قادری، رفاقتی، مظفرپوری لکھتے ہیں:

''درگاہِ معلّٰی، اجمیر شریف میں، مدرسہ فخریہ معینیہ چشتیہ، قائم تھا۔

لیکن، یہاں، اِس امر کا اظہار، ضروری ہے کہ:

مدرسہ فخریہ کو مکتب اور ابتدائی درجاتِ عربی و فارسی کا مدرسہ کہنا، زیادہ، سزاوار ہے۔

اس کی علمی و تدریسی خدمت، مولانا عبدالمجید صاحب دہلوی کے ذمہ تھی۔

شیخُ الاسلام، امامِ اہلِ سنّت، عارف باللہ، حضرت مولانا حافظ شاہ محمد انوارُ اللہ قُدِّسَ سِرُّہٗ کی جدوجہد سے صاحبزادگانِ درگاہِ معلّٰی اور استاذ العصر، مولانا محمد معین الدین اجمیری، مدرسہ فخریہ اور مدرسہ معینُ الحق کے اِنضمام پر، شہریارِ دَکن کی حاضریِ درگاہِ معلّٰی کی یادگار اور ذخیرۂ آخرت کے پیشِ نظر، دارالعلوم معینیہ عثمانیہ کے قیام پر، راضی ہو گئے۔'' الخ۔

(ص ۶۷۔ ''سوانحِ رفاقتی''۔ مؤلّفہ مولانا محمود احمد، قادری، رفاقتی، مظفرپوری۔
کاروانِ رفاقت۔ اسلام آباد، مظفرپور، بہار۔ ۱۴۳۱ھ/ نومبر ۲۰۱۰ء)

حضرت مولانا رفاقتی نے دارالعلوم معینیہ، عثمانیہ، اجمیر شریف کی روداد ۱۳۳۱ھ کے حوالے سے کچھ معلومات، درج کی ہیں۔

اِفتتاحی اجلاسِ دارالعلوم معینیہ، عثمانیہ کی، یہ خبر، تاریخی حیثیت و اہمیت کی حامل ہے:

''آج، بتاریخ ۱۰/ ذی قعدہ ۱۳۳۰ھ/ نومبر ۱۹۱۳ء، روز سہ شنبہ، بعد عصر
اعلان از جانبِ متوسِّلینِ درگاہ شریف، جلسۂ مسلمانان، روبروے بیگمی دالان
آستانۂ غریب نواز قَدَّسَ اللّٰہُ سِرَّہٗ۔

اِفتتاحِ مدرسہ معینیہ، عثمانیہ، بیادگارِ تشریف آوریِ اعلیٰ حضرت، نظامُ الملک آصفی میر عثمان علی خاں صاحب۔ خَلَّدَ اللّٰہُ مُلْکَہٗ وَ سَلْطَنَتَہٗ، ہوا۔

حاضرینِ جلسہ: مولانا مولوی حاجی محمد انوارُاللہ صاحب، مُدَّ فُیُوضُھُم۔

دیوان سید شرف الدین علی صاحب۔ میر نثار احمد صاحب، متولیِ درگاہِ معلّٰی۔ وغیرھُم۔

.......مولانا معین الدین، اجمیری صاحب کے بڑے قدرداں، شاہِ دَکن کے استاذ شیخُ الاسلام، حضرت مولانا شاہ محمد انوارُاللہ صاحب تھے۔

مولانا اجمیری کی محنت اور طلبہ کی افزونی کے پیشِ نظر، حضرت شیخ الاسلام نے ماہانہ وظیفہ، پانچ سو سے بڑھا کر، ہزار روپے کر دیے۔ مولانا اجمیری کا مشاہرہ، دونا کر دیا۔'' الخ

(ص ۷۷ و ص ۸۷۔ ''سوانحِ رفاقتی'' مؤلّفہ مولانا محمود احمد، قادری، رفاقتی۔ مطبوعہ ۱۴۳۱ھ/ نومبر ۲۰۱۰ء)

اِس وقت، میرے پیشِ نظر، گیارہ سو چورانوے (۱۱۹۴) صفحات پر مشتمل ایک ضخیم مجموعۂ مضامین و مقالات **''مُرقّعِ انوار''** ہے۔

یہ **''مرقّعِ انوار''** مطبوعہ مجلسِ اشاعتُ العلوم، جامعہ نظامیہ، حیدرآباد۔ طبعِ اول، ربیعُ الاول ۱۴۲۹ھ/ اپریل ۲۰۰۸ء، جناب شاہ محمد فصیح الدین نظامی، مہتمم کتب خانہ جامعہ نظامیہ، حیدرآباد کی کدوکاوش اور تدوین و ترتیب کا ایک خوب صورت گلدستہ اور گراں قدر مرقع ہے۔

اپنے ایک مضمون میں، مرتّبِ مُرقّع، شاہ فصیح الدین نظامی نے، شیخ الاسلام، مولانا انوارُاللہ فاروقی، حیدرآبادی کا مسلک و منہاجِ عقیدہ، مختصر طور پر تحریر فرمایا ہے۔

جس کے چند اقتباسات، ذیل میں، درج کیے جاتے ہیں:

''پھر، جس طرح، ہمارا دین، متوسِّط ہے، اُسی طرح، اہلِ سُنَّت کا مذہب بھی **متوسِّط اور اِفراط و تفریط سے، دور ہے۔**

........مواقف میں لکھا ہے کہ شیعہ میں ایک فرقہ ہے، جس کو ''مَفوّضہ'' کہتے ہیں۔

اس کا اِعتقاد ہے کہ، حق تعالیٰ نے حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو پیدا کر کے تمام دنیا کا پیدا کرنا، آپ سے متعلق کر دیا۔

وہابیہ کہتے ہیں کہ: محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بھی، ہم، جیسے، ایک معمولی آدمی تھے۔

اہلِ سُنَّت و جماعت کہتے ہیں کہ:

بے شک، آدمی ہیں۔ مگر، آدمیوں سے، بلکہ تمام عالَم سے افضل ہیں۔

خدائے تعالیٰ نے آپ کو ''رَحْمَۃٌ لِلْعٰلَمِیْن'' بنایا اور ''علمِ اولین و آخرین'' آپ کو عطا ہوا۔ اس کے سِوا، اور بہت ساری خصوصیتیں ہیں، جن کو، حقانی عُلَما، خوب جانتے ہیں۔''

(ص ۲۴۸۔ حصہ ششم، مقاصدُ الاسلام۔ مؤلّفہ مولانا انوارُاللہ، فاروقی۔
مجلسِ اشاعت العلوم۔ جامعہ نظامیہ، حیدرآباد)

''اسلام میں قدیم سے، جو مذہب، قرناً بعد قرنٍ، چلا آ رہا ہے
وہ ''مذہبِ اہلِ سنّت و جماعت'' ہے۔
اور اس کے سِوا، جتنے مذاہب ہیں، سب، حادِث (جدید) ہیں۔
جن کا موجِد (کوئی) ایک شخص ہوا۔ مثلاً:

"مذہبِ قدریہ" کا موجِد "مَعبد جُہنی" ہے، جو، صحابہ کے زمانہ میں تھا۔
اور جس صحابی نے اس کی، یہ بدعت سُنی، اس سے اِبرائے ذِمَّہ کر کے
اس کی مخالفت کا اعلان کیا۔
اسی طرح "مذہبِ اِعتزال" کا موجِد "وَاصِل بن عطا" ہے، جو، تابعین کے زمانہ میں تھا۔
اِسی طرح، کل مذاہبِ باطلہ کا حال ہے۔ جو "مذہبِ اہلِ سُنَّت و جماعت" سے
علیٰحدہ ہو کر، قرآن میں، ایسی بدنما تاویلیں کرتے، جو، صَراحۃً، تحریف ہیں۔
اور اپنی مرضی کے مطابق، حسبِ ضرورت، حدیثیں بنا لیتے۔
اور جو حدیثیں، ان کے اپنے مقصود کے مخالف تھیں، اُن کو موضوع قرار دیتے، یا۔ تاویلیں کرتے۔
کیوں کہ نئی بات کا موجِد، تمام اُمَّتِ موجودہ سے علیٰحدگی، اختیار کرتا ہے۔
وہ، جب تک، ایسی کارسازیاں نہ کرے، کوئی شخص، اس کا ہم خیال، نہیں بن سکتا۔
بخلاف اس کے "اہلِ سُنَّت و جماعت" کو
جو، ہر ایک موجِد کے زمانے میں موجود تھے، ایسی کارروائیوں کی ضرورت، نہ تھی۔
اِس سے ظاہر ہے کہ:
صرف "اہلِ سُنَّت و جماعت" کا مذہب، ایسا ہے جس میں کسی کی ایجاد کو، دخل نہیں۔
اور یہ مسلَّم ہے کہ، ہمارا آسمانی دین، کسی اِیجاد اور اختراع کو، جائز نہیں رکھتا۔
چنانچہ، نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے صاف فرما دیا کہ:
اِس دین میں، تہتر (۷۳) مذہب بن جائیں گے۔ مگر، وہ کل مذاہب، ناری ہیں۔
اور ناجی، ایک ہی، مذہب ہے۔
کسی نے پوچھا: وہ کون سا مذہب ہے؟ ارشاد فرمایا: جس پر مَیں، اور میرے صحابہ ہیں۔"
کَمَافِی مِشْکوٰۃِ الْمَصَابِیح ۔اِلیٰ آخِرِہٖ۔ وَفِی مَعْنَاہُ رَوَاہُ اَحمدوَابوداؤد۔
(ص ۴۴ و ص ۴۵۔ حصہ دوم، **حقیقۃُ الفقہ** ۔ مولَّفہ مولانا انوار اللہ، فاروقی۔
مطبوعہ مجلسِ اشاعت العلوم۔ جامعہ نظامیہ۔ حیدر آباد)
"شاید بعض لوگ، یہ سمجھتے ہوں گے کہ:
قرآن شریف، صرف توحید اور احکام، معلوم کرانے کے لئے نازل ہوا ہے۔ مگر، یقین ہے کہ:
جب، ان آیات میں غور کیا جائے گا، تو، ضرور، یہ بات، معلوم ہو جائے گی کہ:

قرآن شریف، علاوہ، ان احکام کے، آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عظمت
اور آداب سے بھی، روشناس کراتا ہے۔"
(ص ۲۱۶۔ **انوارِ احمدی**۔ مولَّفہ مولانا انوار اللہ فاروقی۔ مطبوعہ مجلسِ اشاعت العلوم۔ جامعہ نظامیہ۔ حیدر آباد)
"آخری زمانہ کے بعض لوگ "رسول" کا معنیٰ "ہرکارہ" لے کر، توہین کرتے ہیں۔
کس قدر، خدائے تعالیٰ کی مخالفت کی جا رہی ہے؟
مسلمانوں کا فرض ہے کہ:
اس کے جوابات دے کر، حضرت (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کی فضیلت، ثابت کریں۔"
(ص ۲۱۶۔ حصہ گیارہ۔ "**مقاصِدُ الاسلام**"۔ مولَّفہ مولانا انوار اللہ، فاروقی۔
مطبوعہ مجلس اشاعت العلوم۔ جامعہ نظامیہ۔ حیدر آباد، دَکن)
"وصفِ "خَاتَمُ النَّبِیّٖن" خاصہ، آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا، ہے۔
جو، دوسرے پر، صادق نہیں آ سکتا۔ اور مَوضُوع لَہٗ، اِس لقب کا
ذاتِ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہے کہ:
عندالاطلاق، کوئی دوسرا، اِس مفہوم میں شریک، نہیں ہو سکتا۔
پس، یہ مفہوم جُزئی حقیقی ہے۔"
(ص ۱۵۔ "**انوارِ احمدی**"۔ مولَّفہ مولانا انوار اللہ، فاروقی۔ مطبوعہ مجلسِ اشاعت العلوم، حیدر آباد)
"اِس میں، شک نہیں کہ، آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، اللہ تعالیٰ کے مثل
نہیں ہو سکتے۔ کیوں کہ وہ، خالق ہے اور آپ، مخلوق۔ مگر، یہ کہنا بھی، بے موقع، نہ ہو گا کہ:
جس طرح، حق تعالیٰ کا کوئی مثل نہیں، آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا بھی، مثل نہیں۔"
(ص ۵۷۔ حصہ گیارہ۔ "**مقاصِدُ الاسلام**"۔ مولَّفہ مولانا انوار اللہ، فاروقی۔
مطبوعہ مجلس اِشاعت العلوم۔ جامعہ نظامیہ، حیدر آباد، دَکن)
"حضرت (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کا جسم ہی، نرالا تھا۔
دیکھنے کو، تو، پورا جسم۔ مگر، اس کا سایہ، ندارد۔"
(ص ۶۵۔ حصہ گیارہ۔ **مقاصِدُ الاسلام**۔ مولَّفہ مولانا انوار اللہ، فاروقی، حیدر آبادی)
"جب، کسی خاص وقت میں کھڑا ہو، تو، چاہیے کہ:
کمالِ ادب کے ساتھ، کھڑا ہو۔ اور دست بستہ ہو کر، سلام، عرض کرے:

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یاسَیِّدَ نَا رَسولَ اللّٰہ   اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یاسَیِّدَالاوَّلِین وَالآخِرِین۔

اِس طرح کے الفاظ کے ساتھ، سلام، عرض کرے، جن سے حضرت کی عظمت، معلوم ہو۔''

(ص۲۶۔**انوارِاحمدی**۔مولّفہ مولانا انواراللہ، فاروقی۔مطبوعہ مجلسِ اشاعت العلوم۔جامعہ نظامیہ۔حیدرآباد)

''اب، شاید، یہاں کوئی، یہ اعتراض کرے کہ:

قیام، عبادت کے مشابہ ہے، اِس لئے جائز نہیں۔

تو، اس کا جواب، یہ ہے کہ:

جب، عین عبادت میں، یہ سلام، جائز ہوا

تو، مشابہ بِالعبادہ میں کیوں کر، جائز نہیں ہوگا؟

(ص۱۷۵۔''**انوارِاحمدی**''۔مولّفہ مولانا انواراللہ، فاروقی)

''ہر شخص میں صلاحیت نہیں کہ، خود، قرآن وحدیث سے، وہ (مسائل) نکال سکے۔

اِس لئے عُلَما، شَکَرَاللّٰہُ سَعْیَھُم، نے، یہ کام، اپنے ذِمَّہ لیا کہ:

مختلف آیات واحادیث واقوالِ صحابہ سے تحقیق کر کے، ہرایک مسئلہ

مختصر الفاظ میں بیان کردیا کہ ان میں، یہ کرنا چاہیے۔

چنانچہ، ایک مدت کی کوشش میں، انھوں نے، ہرایک جُزئی مسئلہ کا حکم

قرآن وحدیث سے نکال کر، ایک علم ہی مستقل، مدوَّن کردیا۔

جس کا نام ''فِقہ'' ہے۔ یہ ہے ''حقیقتِ فِقہ''۔

(ص ۲وص۳۔انوارِاحمدی۔مولّفہ مولانا انواراللہ، فاروقی۔مطبوعہ مجلسِ اشاعت العلوم۔جامعہ نظامیہ۔حیدرآباد)

''غیر مذہب والوں کی مصاحَبَتْ (دوستی کرنا۔ساتھ رہنا) اور مکالَمَتْ (بات چیت کرنا)

اور اَدیانِ باطلہ کی کتابوں کے مطالعہ سے اِعتقاد پر، بُرا، اثر پڑتا ہے۔ گو، آدمی، دین دار اور فاضل ہو۔''

(ص۳۸۔**حقیقۃُ الفقہ**۔مولّفہ مولانا انواراللہ، فاروقی)

''احادیث سے، یہ بھی ثابت ہے کہ:

فرقۂ وہابیہ، خوارج کی ایک شاخ ہے۔ مگر، اِس وجہ سے کہ:

نئے طور پر، اس کا خروج ہوا، اِس لئے اس کا نام (وہابیہ) جُداگانہ قرار پایا۔

اور وہ فرقہ، اپنے بانی (شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی) کی طرف، منسوب ہوا۔

اِسی وجہ سے، یہ لوگ اپنے آپ کو ''محمدی'' کہتے ہیں۔

مگر محتاط عُلَما نے جب، یہ دیکھا کہ:

عوامُ الناس، ضرور، بُرا بھلا کہیں گے۔ اور اس میں حضور **صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم**

کے نامِ مبارک کی توہین ہوگی، اِس لئے وہ ''وہابی'' کے نام سے، موسوم کیے گئے''۔

(ص۳۱۴۔**انوارِاحمدی**۔مولّفہ مولانا انواراللہ، فاروقی)

امام بخاری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے، ہرایک حدیث اور ترجمۃُ الباب کے لکھنے کے قبل

غسل کر کے، مقامِ مقدس (قبرالنبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور منبر شریف کے درمیان)

میں، دو رکعت نماز پڑھنے کا جو اِلتزام کیا تھا، وہ، نہایت خوش اعتقادی پر، مبنی ہے۔

چند اُمورِ خیر کا کسی خاص امر میں اِلتزام کرنا، کوئی قباحت نہیں، بلکہ مستحسن ہے۔''

(ص۵۳۔**اَلْکَلامُ الْمَرْفُوع**۔مولّفہ مولانا انواراللہ، فاروقی۔

مطبوعہ مجلسِ اشاعت العلوم۔جامعہ نظامیہ۔حیدرآباد، دَکن)

''اپنی حاجت روائیوں کے واسطے، شفاعت طلب کرنا، تو، کسی طرح، شرک نہیں ہوسکتا۔

اب رہا، یہ کہ وہ، سنتے ہیں، یا نہیں؟ یہ مسئلہ، دوسرا ہے۔

اس کے دلائل، کتبِ کلامیہ میں، مذکور ہیں۔

اتنا، تو قرآن شریف سے بھی، ثابت ہے کہ:

خدا تعالیٰ، ان کو، لوگوں کی باتیں سنا سکتا ہے۔ کَمَاقَالَ اللّٰہُ تَعالیٰ :

اِنَّ اللّٰہَ یُسْمِعُ مَنْ یَّشآءُ وَمَآاَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ۔

جب، یہ ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ، ان کو، زائرین کی باتیں، سناتا ہے۔

جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے۔

تو، دور رہنے والوں کے دل کی باتیں بھی، ان کو سنا دے، تو، کیا تعجب ہے؟

(ص۸۵و۸۶۔حصہ چار۔**مقاصدُ الاسلام**۔مولّفہ مولانا انوارُاللہ فاروقی۔

مطبوعہ مجلسِ اشاعت العلوم۔جامعہ نظامیہ۔حیدرآباد۔دَکن)

''اب، بہت غور وفکر کے بعد، مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے

اس (شیطان) نے بےادبی کا دروازہ کھولا اور بےادبی کو، راست گوئی کا نام دیا۔

اب، کیسی ہی، ناشائستہ بات، کیوں نہ ہو

اس لباس میں آراستہ کر کے، احمقوں کے دماغ میں اُتار دیتا ہے۔

اور کچھ ایسا بے وقوف، بنا دیتا ہے کہ:
راست گوئی کی دُھن میں، نہ ان کو کسی بزرگ کی حُرمت وتوقیر کا خیال رہتا ہے
اور، نہ اپنے انجام کا''۔
(ص ۲۷۵۔انوارِاحمدی۔مولّفہ مولانا انوار اللہ، فاروقی۔مجلسِ اشاعت العلوم۔جامعہ نظامیہ۔حیدر آباد)

''ختمِ نبوت'' اہلِ اسلام کا، اِجماعی عقیدہ ہے۔
خاتَمُ النَّبِیّٖن، جناب محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد
اب، کسی نئے نبی و رسول کی بعثت، واقع، یا۔ممکن ماننا
اہلِ اسلام کے اِجماعی عقیدہ کے صریحاً خلاف ہے۔
اور آپ کے بعد، کسی عہد وعصر میں، ظِلّی وبُروزی، کسی تاویل کے ساتھ، کسی کو بھی
نبی ورسول ماننا، یقیناً اِجماعاً، کفر و اِرتداد ہے۔

شیخُ الاسلام، مولانا انوارُاللہ، فاروقی، حیدر آبادی نے، مرزا غلام احمد، قادیانی کے دعوائے نبوت
اوراس کے عقائدِ باطلہ وفتنۂ مرزائیت وقادیانیت کے خلاف
جنوبی ہند میں، نمایاں ترین خدمات، انجام دے کر، لاکھوں مسلمانوں کو، مرزائی وقادیانی
دامِ فریب میں گرفتار ہونے سے بچایا اوران کے ایمان واسلام کی حفاظت فرمائی۔
''اِفادۃُالافہام۔ایک مطالعہ'' کے عنوان سے، فتنۂ قادیانیت ومرزائیت پر تبصرہ کرتے
ہوئے، قاضی، سید شاہ اعظم علی، صوفی، قادری لکھتے ہیں:

..........''ایک طرف، کلمہ گو، نام نہاد مسلمانوں کی جانب سے
دعوائے نبوت اور دوسری طرف، عیسائیوں کی ظاہری مخالفت۔
دونوں کے ذریعہ، انگریزی استعمار کی خدمت، پوری دل جمعی سے ہوتی رہی۔
اور مرزا غلام احمد ''قادیانی'' اور ''احمدی'' کے نام سے اسلام کے خلاف، علانیہ نہیں
تو، پوشیدہ طور پر، برابر، سرگرمِ عمل رہا۔

یہاں، اِس بات کا تذکرہ، بے محل، نہ ہوگا کہ:
دارُالعلوم، دیوبند کے بانی مبانی، مولوی قاسم، نانوتوی صاحب نے اپنی ایک تصنیف
''تَحذِیرُالنَّاس''میں، حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے شرفِ ''خَاتَمُ النَّبِیّٖن'' کی
عجیب وغریب تاویل کی۔جس کے باعث، تحریکِ قادیانیت کو، نیا حوصلہ ملا۔

اور مرزائی عقیدہ کو فروغ، بلکہ استحکام، حاصل ہوگیا۔
مولوی، نانوتوی صاحب، رقم طراز ہیں:
''عوام کے خیال میں تو، رسول صلعم کا خاتم ہونا، بایں معنی ہے کہ:
آپ، سب میں، آخری نبی ہیں۔مگر، اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ:
تقدم، یا۔تأخرِ زمانی میں بِالذَّات، کوئی فضیلت نہیں۔
پھر، مقامِ مدح میں وَلٰکِنْ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖن فرمانا، کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے؟
بلکہ، موصوف بِالعَرَض کا قصہ، موصوف بِالذَّات پر، ختم ہوجاتا ہے۔
اسی طور پر، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خاتمیت کا تصور فرمائیے۔
آپ، موصوف بوصفِ نبوت بِالذَّات ہیں۔اور نبی موصوف بوصفِ نبوت بِالعَرَض۔
بایں معنی، جو، میں نے عرض کیا، آپ کا خاتم ہونا، انبیائے گذشتہ ہی کی نسبت، خاص نہ ہوگا۔
بلکہ، بِالفَرض، آپ کے زمانہ میں بھی، کہیں اور کوئی نبی ہو
جب بھی، آپ کا خاتم ہونا، بدستور، باقی رہتا ہے۔
بلکہ، اگر، بِالفَرض، بعد زمانۂ نبوی بھی، کوئی نبی، پیدا ہو
تو بھی، خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق، نہ آئے گا۔
چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین، یا۔اسی زمین میں کوئی اور نبی، تجویز کیا جائے۔''
(تَحذِیرُالنَّاس۔مؤلّفہ مولوی محمد قاسم، نانوتوی۔مطبوعہ دیوبند ضلع سہارن پور۔یوپی)

بظاہر، اِس ناقابلِ فہم تاویل، یا۔تشریح سے ختمِ نبوت کی جڑ، ہی کٹ جاتی ہے۔
اور حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کی خاتمیت، خود ہی، ختم ہوجاتی ہے (معاذَاللہ)

..........آج سے ٹھیک ایک سو (۱۰۰) سال قبل، مرزا غلام احمد قادیانی کی لکھی ہوئی
ہزاروں صفحات پر مشتمل کتاب، موسومہ بہ ''اِزالۃُ الْاَوْھَام''
جب، بانیِ جامعہ نظامیہ، شیخُ الاسلام، حضرت حافظ انوارُاللہ، فاروقی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کی
نظر سے گذری، تو، آپ نے بخوبی، اندازہ فرمالیا کہ:
بہت جلد ایک ''نبیِ کاذِب'' کا ''نیا فتنہ'' سر اُٹھانے والا ہے۔
جس کے باعث، مِلَّتِ اسلامیہ، شدید انتشار وافتراق اور فساد واختلاف کا
شکار ہوجائے گی۔اور دین میں موجود سارا امن وسکون، درہم برہم ہوجائے گا۔

لِھٰذا، دَکن سے، سب سے پہلے، حضرت شیخ الاسلام، بانیِ جامعہ نظامیہ نے
اس فتنہ کی سرکوبی کی جانب، اوّلین توجہ دی۔
اور ''اِزالۃُ الْاَوْھام'' کے رَد میں ''اِفادۃُ الافھام'' نامی کتاب لکھنے کا، بیڑہ اُٹھایا۔
اور اُس وقت، دست یاب، مرزا غلام احمد قادیانی کی لکھی ہوئی
ایک دوسری کتاب'' براہینِ احمدیہ'' کے علاوہ ''عَصاے موسیٰ'' مولّفہ، منشی، اِلٰہی بخش
اور ڈاکٹر عبدالحلیم کی تالیف کردہ کتب ''اَلذِّکْرُ الْحَکِیم'' اور ''مسیحُ الدَّجّال'' وغیرہ میں
موجود کفریات کی واضح، نشان دہی کرتے ہوئے
شیخ الاسلام نے کئی آیاتِ قرآنیہ واحادیثِ شریفہ کے حوالوں سے صراحۃً، کنایۃً
اور دَلالۃً، ہر انداز میں اس کا **دنداں شکن جواب دے کر، انھیں خاموش ولاجواب کردیا۔**
عِلمی دلائل، اِس قدر، وسیع ووَقیع تھے کہ ''اِفادۃُ الافھام'' کو، دو حصوں میں تقسیم کرنا پڑا۔
حصہ اول، سات سو چھبیس (۷۲۶) صفحات پر۔
اور حصہ دوم، تین سو ساٹھ (۳۶۰) صفحات پر۔
اِس طرح، پوری کتاب کی ضخامت ایک ہزار چھیانوے (۱۰۹۶) صفحات پر، مشتمل ہے۔
جس کا سب سے پہلا ایڈیشن ۱۳۲۵ھ (یعنی ایک سو تین (۱۰۳) سال قبل) شمس الاسلام پریس
واقع چھتّہ بازار (حیدرآباد) میں، زیورِ طبع سے آراستہ ہوا۔
..........کچھ دنوں بعد، حضرت شیخ الاسلام نے رَدِّ قادیانیت ہی پر
ایک اور کتاب ''اَنْوَارُالْحَق'' کے نام سے لکھ کر، شائع فرمائی۔'' الخ
(ص ۴۳۳ و ۴۴۴۔ ''مرقّعِ انوار'' مجلس اشاعت العلوم۔ جامعہ نظامیہ، حیدرآباد ۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء)
رَدِّ قادیانیت پر مشتمل کتاب ''اِفادۃُ الافھام'' کی تالیف وطباعت ۱۹۰۵ء میں ہوگئی تھی۔
اسی طرح، شیخ الاسلام، مولانا فاروقی نے ''اَنْوَارُالْحَق'' نامی کتاب، حَسَن علی، قادیانی کی
ایک کتاب ''تائِیدُ الْحَق'' کے جواب میں، تالیف فرمائی، جو ۱۳۲۲ھ میں طبع ہوئی۔
شیخُ الاسلام، حضرت مولانا انوار اللہ، فاروقی، حیدرآبادی نے
اپنے عہد وعصر میں جنوبی ہند کے اندر، اسلام وسُنّیت کے فروغ واِستحکام اور رَدِّ فِرَقِ باطلہ
بِالخصوص فرقۂ وہابیت وقادیانیت کے خلاف، مجاہدانہ علمی وفکری کردار ادا کیا۔
آپ کی خدمات کا دائرہ، بہت وسیع ہے۔

اور آپ کی شخصیت وخدمت کے اثرات، جنوبی ہند میں، اب بھی، نمایاں ہیں۔
(مزید تفصیل وتحقیق کے لئے ملاحظہ فرمائیں ''**مرقّعِ انوار**'' مطبوعہ مجلسِ اشاعتُ العلوم۔
جامعہ نظامیہ حیدرآباد۔ صوبہ آندھرا پردیش۔ ۲۰۰۸ء)

یٰسٓ اختر مصباحی
دارالقلم، ذاکر نگر، نئی دہلی
فون:- 9560848408
9350902937
ای میل: misbahi786.mk@gmail.com

مؤرخہ
۸؍رمضان ۱۴۳۹ھ
۲۵؍مئی ۲۰۱۸ء
بروز، جمعہ